علماء کا اصل مقام

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ
بانی: دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء۔ (الحدیث)

حضور ﷺ نے فرمایا علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

محترم بزرگو! علماء کا اونچا مقام ہے خاص کرامت محمد یہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ کے علماء کا جو حضور ﷺ کے ارشاد علماء أمتي کأنبیاء بني اسرائیل کے مصداق ہیں اور وارث کو وہ چیز میراث میں ملتی ہے جو مورث کے پاس ہو۔ دولت جس نے حاصل کی وہ قارون کا وارث بنا، سلطنت اور حکومت تو فرعون، ہامان، ہٹلر اور مسولینی کو بھی ملی۔ اگر کسی نے صرف یہ چیزیں حاصل کیں تو ان کی میراث کو پالیا، مگر وہ پیغمبر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی نے ایسے حالات میں مکہ مکرمہ میں حق کی آواز بلند کی، کفار لالچ دیتے رہے، حضرت ابوطالب کے پاس جا کر شکایت کرتے، حضور ﷺ اپنے چچا کو کہتے کہ میری وجہ سے قوم کا بوجھ نہ اٹھائیں، میں اللہ کے بھروسے اور اعتماد پر کھڑا ہوں اور اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی رکھ دیں اور کہہ دیں کہ ایسی راہ اختیار کرلوں جو ذرا سی بھی اعتدال سے ہٹی ہوئی ہو تو ہرگز نہ کرسکوں گا۔

﴿قل مایکون لی ان أبدلہ من تلقاء نفسی ان أتبع الا ما یوحیٰ الی﴾ مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ دین کی کسی بات کو اپنی مرضی سے تبدیل کرسکوں میں تو اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر آتی ہے۔

پھر اس امت نے حضور کے ایسے نمونوں اور اصولوں کو اپنا کر قرآن وسنت کی برکت سے قیصر وکسریٰ کی سلطنت ختم کی، تو اولین امت کی اصلاح جن طریقوں سے ہوئی انہی طریقوں سے ہماری حالت بھی بدل سکتی ہے۔ انہوں نے کالج اور یونیورسٹیاں نہیں پڑھیں تھیں کارخانے نہ تھے، بدر میں چند تلواریں اور چند کمان مسلمانوں کا سارا اثاثہ تھے۔ مگر ان کے جذبات یہ تھے کہ حضور ﷺ نے جب بدر میں رائے معلوم کرنا چاہی کہ تم صرف ۳۱۳ ہو کفار تمام

السلاح ہیں، کیا خیال ہے ان سے مقابلہ ہو جائے یا نہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ، ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں کہ آپ کو کہہ دیں کہ ﴿اذھب أنت و ربك فقاتلا إنّا ھھنا قاعدون﴾ (تُو اور تیرا رب جا کر لڑے ہم تو یہاں ہی بیٹھے رہیں گے) نہیں بلکہ إنا نقاتلك عن يمينك وعن قدامك وعن يسارك یعنی ہم تو آپ کے آگے پیچھے داہنے بائیں لڑیں گے، تو فتح بھی خدا نے دی کہ اس کا وعدہ ہے کہ: ﴿ان تنصر الله ينصر كم﴾ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے، تو اللہ تمہاری نصرت کرے گا، تم خدا کی مدد کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ، خدا تمہاری مدد کرے گا، اگر یہ خیال ہو کہ شاید اس وقت دشمن موجودہ زمانہ کی طرح طاقت ور اور مسلح نہ ہوگا تو نہیں، اپنی تاریخ پڑھ لو، ایک جنگِ یرموک میں لاکھوں مسلح کافروں سے مقابلہ ہوا، کئی ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے، کہ بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں۔ لوہے کی دیوار بن گئے تھے، ان کے پاس طاقت تھی، مگر مسلمانوں نے ان کی صفوں کو تہس نہس کر دیا تھا۔ اُس وقت اللہ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ رہی۔

تو بھائیو! آپ کا مقام بہت اونچا ہے، ان فتنوں کے دور میں گھبرائیں نہیں، صحابہ کرامؓ کی حالت سامنے رکھیں کہ وہ حضور ﷺ کے سچے وارث تھے۔ حضرت خبابؓ کی پیٹھ ایک دفعہ ننگی ہوگئی، حضرت عمرؓ موجود تھے دیکھا تو ایسے زخموں کے نشان تھے کہ نہ تیروں کے معلوم ہوتے تھے، نہ تلوار کے، بڑے بڑے چھالے اور گڑھے سے بن گئے تھے، وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا مالک میرے اسلام لانے کی وجہ سے مجھے دہکتے انگاروں پر لٹا دیتا۔ اوپر چند آدمی بٹھا دیتا کہ اُٹھ کر بھاگ نہ سکوں، اور جسم سے خون اور پانی رس رس کر جب تک انگاروں کو بجھا نہ دیتا تب تک مجھے اسی حالت میں رکھا جاتا، انہی حضرت خبابؓ کا سر مبارک دشمن کے ہاتھوں زخمی ہوا، حضور ﷺ سے شکایت کی، حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوا اور فرمایا: اے خباب! تم تو خیر امت میں سے ہو تم سے پہلے تو اسلام کی خاطر لوگوں کو آروں سے چیرا گیا، مگر اُف تک نہ کی تمہیں اتنی گھبراہٹ کیوں ہے؟ پھر حضور ﷺ نے فتح کی بشارت دی کہ یہاں سے صنعاء یمن تک ایک عورت اکیلے سونا لئے جا رہی ہوگی، اور اسے کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ یہی بشارت تھی کہ حضرت عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کا دور آ گیا۔ ۲۳ سال میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

﴿انا فتحنا لك فتحاً مبيناً﴾ (ہم نے تجھے بہت بڑی فتح دی) کا ظہور ہوا۔ مگر ہم نے اپنے ملک میں وہ جھنڈا جو چودہ سو سال سے لہرا رہا تھا، ۲۴ سال میں سرنگوں کر دیا اور سات کروڑ مسلمانوں کو ہندو کے سپرد کر دیا۔ پھر کہئے کیا ہم بھی وارث ہیں؟ ذاتِ اقدس نبی کریم ﷺ نے اسے لہرایا اور ہمارے سپرد کر کے حکم دیا کہ اب آگے بڑھتے رہو، مگر ہم نے ۲۴ سال میں اسلامی مملکت کا اہم حصہ کافروں کے سپرد کر دیا۔ بھائیو! آج آپ کی یہ تمام کوششیں قابلِ ستائش ہیں، مگر جب مرض کی تشخیص نہ ہوگی اور برائی کی جڑ نہ کاٹیں گے تو علاج کارگر نہیں ہو سکے گا۔ ہسپتال کارخانے ترقیاتی منصوبے سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں جزاک اللہ اور بھی ترقی کرتے رہو، مگر ہم دین کے خدام اور آپ حضرات علماء کا مقام اور کام تو یہی ہے کہ حضور ﷺ کے دین کو لے کر اُمت کی اصلاح و فلاح کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ کہ اُسی طریقے پر چل کر ہماری

ترقی ہے۔لن یصلح آخر هذه الأمة إلّا بما صلح به أوّلها اس اُمت کا آخری دور بھی اُنہی طریقوں سے درست ہوگا جس طرح اگلے دور کی اصلاح ہوئی۔

یہ دوڈھائی سو علماء کا مجمع اگر اپنے اپنے دیہات میں پھیل کر اصلاح کے کام میں لگ جائے، اور سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں خدا کے خوف کے جذبات اُبھاریں کہ رأس الحکمة مخافة الله۔ (دانائی کی جڑ اللہ کا خوف ہے) تو کتنی اصلاح ہوسکتی ہے۔ قبل از اسلام عربوں کی زندگی کتنی خراب تھی کہ ہماری موجودہ خرابی بے حساب ہونے کے باوجود دورِ جاہلیت تک نہیں پہنچ سکتی۔ ان طریقوں سے جسے حضور ﷺ نے اختیار کیا، اُن کی ایسی اصلاح ہوگئی کہ اس معاشرہ میں سے حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ کوئی ماؤزے تنگ، کوئی شکسپیر اور کوئی نکسن کے پیچھے جاتا ہے، تو جائے، ہمارا ملاذی و ملجا تو ذات وحدہٗ لاشریک اور ہمارا اسوہ و نمونہ تو اس کا پیغمبر ﷺ اور ایسے ایسے صحابہ کرام ہیں۔ الغرض پہلا فریضہ ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنے دیہات میں پھیل کر وراثتِ نبوت کا کام سنبھالیں۔ اس راہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کریں، نہ طمع ولالچ ہو اور نہ دنیا مطمح نظر ہو۔ حضور ﷺ نے حق کی آواز بلند کی اور جاتے وقت دنیا پر اسلام کی سلطنت قائم فرمائی مگر دنیا سے رحلت کے وقت زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس چند سیر جو کے عوض گروی ہے۔ انبیاء اجر کے طلبگار نہیں ہوتے۔

﴿قل لا أسئلكم عليه اجراً ان اجری الّا علی رب العلمین﴾ تمہیں جب علم کی دولت اور عزت حاصل ہے تو اس سے بڑھ کر عزّت و دولت کیا ہوسکتی ہے۔ لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں ہے، اس لئے اور چیزوں کو مقصود بنادیتے ہیں۔ ﴿ولله العزّة ولرسوله ولکن المنافقین لا یعلمون﴾ ہمارا فریضہ ہے کہ جذبۂ اخلاص وللّٰہیت سے اس قوم کی اصلاح میں لگ جائیں اور جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاقِ حسنہ اور احساسِ آخرت کا درس اُمت کو دیں، اسی طرح عملی نمونہ بھی ان تمام باتوں کا امت کو بتلائیں اور دنیا کے کام بھی ایک مثالی نمونہ بن کر ان کے سامنے پیش کریں۔

علماء کو تجارت اور دنیوی کاموں سے بھی نہیں روکا گیا۔ مگر ان کی تجارت بھی کیسی ہوگی؟ امام ابوحنیفہ ریشم (خز) کے تاجر تھے۔ ایک بوڑھی عورت آئی، ایک ریشمی چادر خریدی، قیمت پوچھی اور کہا: جس قیمت پر پڑی ہے اس قیمت پر دیدو۔ امامؒ نے فرمایا: چار درہم۔ بڑھیا حیران رہ گئی اور کہا کہ کیوں ہنسی تمسخر کرتے ہیں، اتنی ہلکی قیمت بتلائی۔ فرمایا: نہیں ایسا نہیں۔ میں نے دو چادریں خریدی تھیں، ایک بک گئی اور یہ چادر چار درہم میں رہ گئی ہے۔ جب تم نے اصل قیمت پر دینا چاہا تو چار درہم ہی پر دوں گا۔

امام بخاری کے ہاں مالِ تجارت آیا۔ عصر کے بعد سوداگر آگئے اور کہا کہ مرابحہ کرلو۔ ۵ ہزار نفع دینے لگے تھے۔ فرمایا: کل تک رہنے دو، وہ لوگ واپس گئے۔ کل اور مشتری آئے اور دس ہزار نفع پیش کیا اسی مال کا۔ امامؒ نے فرمایا: نہیں دس ہزار نہیں لے سکتا کل شام دو چار تاجر مجھے ۵ ہزار روپیہ منافع دینے لگے تھے۔ گو عقد نہیں ہوا تھا، مگر میرا قلبی میلان دینے کا ہو گیا تھا، تو اب انہیں ۵ ہزار ہی پر دوں گا دس ہزار پر نہیں دے سکتا۔ تو یہ ہے عالم کی شان۔

اسی طرح مواریث الانبیاء (علم اور علومِ نبوت اور سیرتِ طیّبہ) کا وقار رکھئے صرف اللہ کی رضامند نظر رہے۔ علم کو ذلیل نہ ہونے دیں۔ امام بخاری کو حاکمِ بخارا دعوت دیتا ہے کہ میرے پاس آکر مجھے درس دیں، جواب میں کہا کہ یہ علم بڑی اشرف چیز ہے، اس کے پیچھے لوگ آتے ہیں علم کسی کے پیچھے نہیں پھرتا، بادشاہ نے کہا کہ میرے شہزادوں کو ایک اسپیشل کلاس دو جس میں عام لوگ اور پردیسی غریب الدیار طلبہ نہ ہوں، فرمایا: یہ حضور کی میراث ہے۔ جنہیں اللہ نے حکم دیا تھا کہ:

﴿واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه﴾ ان لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کو روکے رکھو جو صبح شام اللہ کی رضا کے لئے اُسے پکارتے ہیں (اور ذکر وفکر ہی ان کا مشغلہ ہے) تو اس میں یہ تقسیم نہیں کر سکتا۔ امیر بخارا خفا ہو گیا اور بخارا سے جلاوطنی کا حکم صادر کیا۔ امامؒ چلے گئے اور باہر ہی دفن ہوئے، مگر وقارِ علمی قائم رکھا۔ امام ابوحنیفہؒ ایک طرف دین کی اشاعت میں لگے رہے۔ دوسری طرف دُرّے کھا کھا کر دین کی حفاظت کی۔

بھائیو! ملّت کی خیر خواہی ہمارا سب سے اہم فریضہ ہے۔ ہم پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آدھا ملک چلا گیا ہے۔ اس شرمناک شکست کی وجہ سے جو ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے، مگر بہت سے جاہل اذہان اس حادثہ سے اسلام سے پھرنے لگے ہیں، حالآنکہ یہ اسلام کی شکست نہیں تھی۔ ہمیں لوگوں کی اصلاح کرنی ہے، اور لوگوں کے عقائد کو سنبھالا دینا ہے، وہ کتاب اور وہ سنّت پھیلانی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اسلاف دنیا وآخرت میں سرخرو ہو گئے۔ اسلام کے اخلاق واقدار پیش کریں، اسلام کی تجارت اور اسلام کی زراعت پیش کریں، اسلام کا طرزِ حکومت پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ جو بے حد مہربان ہیں، ایسا ہی رحم فرما دیں گے جیسا اگلوں پر فرمایا۔

میری دعا ہے کہ دیہی ترقیاتی اکیڈمی کے ان مساعی کو بھی اللہ تعالیٰ دین وملک کے لئے مفید بنا دے، قومی تعمیرِ نو بہت بہتر ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قوم کو نئے تمدن اور نئی تہذیب کے سانچوں میں ڈالدیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہونا چاہئے کہ انگریز کے وقت سے لے کر اب تک عیسائیت، مغربیت اور لادینی کے جتنے بھی اثرات پیدا ہوئے ہیں، ان کو مٹا دیا جائے اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شریعت کے مطابق فرد اور معاشرہ کی تعمیر کی جائے۔ چودہ سو سال قبل کا دین اپنایا جائے جس کی بدولت ہمیں عزت و کامرانی ملی تھی، اور صحابہؓ نے جس دین کے اخلاق، عقائد، عبادات اور طہارت اور ظاہر و باطن کے ذریعہ امدادِ خداوندی کی قوت حاصل کی اور حضور ﷺ نے تو ہماری حالت پر رحم فرماتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ میرے صحابہؓ نے اگر کسی مأموربہ کا دسواں حصہ بھی چھوڑا تو ماخوذ ہوں گے اور ان کے بعد آنے والوں نے اگر مأموربہ کے دسواں حصہ پر بھی عمل کیا، یعنی ۱۰/۱ درجے کا اخلاص بھی اگر علم میں ہو تو کامیابی کا باعث ہوگا، مطلب نہیں کہ فرائض اور واجبات کے ۹ حصے چھوڑے، نہیں، بلکہ صحابہؓ کے علم میں دس کے دس حصے اخلاص ضروری تھا، ہم اتنے مخلص نہیں ہو سکتے اور ۱۰/۱ حصے اخلاص بھی آجائے تو انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين